(S_2002_4_439_447)

سپریم کورٹ رپورٹس (2002) SUPP. 4 ایس سی آر

جوزف

بنام

ریاست کیرالہ

3/دسمبر، 2002

[ایس۔راجیندر بابو اور ارون کمار، جسٹسز]

تعزیراتی ضابطہ، 1860: دفعات 34، 302، 307 اور 341:

قتل-ٹرائل کورٹ کے ذریعے ایک ملزم کو بری کرنا-عدالت عالیہ نے اس ملزم کو درست قرار دیتے ہوئے، چونکہ ٹرائل کورٹ نے ملزم کو بری کرتے ہوئے ٹھوس وجوہات بتائی تھیں، عدالت عالیہ کو صرف اس وجہ سے مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی کہ دوسری رائے ممکن ہے۔

قانون شہادت، 1872؛ دفعہ 134:

واحد چشم دید گواہ کی گواہی-اس پر بھروسہ-فیصلہ، اس طرح کے گواہ کے شہادت کو قبول کیا جا سکتا ہے اگر یہ دوسرے گواہوں کے شہادت/ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد سے تصدیق کرتا ہے-واحد چشم دید گواہ کے شہادت پر سزا ریکارڈ کی جا سکتی ہے بشرطیکہ ایسا شہادت ٹھوس، قابل اعتماد اور اعتماد کی تحریک دیتا ہو۔

استغاثہ کے مطابق، پی ڈبلیو 1 اور متوفی اپنے گھروں کی طرف بڑھ رہے تھے جب انہیں تین ملزم افراد نے غلط طریقے سے روک لیا جس کے نتیجے میں کچھ جھگڑے ہوئے۔ملزم نے متوفی کے سینے پر اور پی

ڈبلیو 1 کو گردن پر وار کیا۔ پی ڈبلیو 2 سے 4 دونوں زخمیوں کو ہسپتال لے گئے جہاں متوفی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ پولیس نے ہسپتال میں زخمی گواہ پی ڈبلیو 1 کا بیان ریکارڈ کیا۔استغاثہ کا مقدمہ صرف پی ڈبلیو 1 کے شہادت پر مبنی تھا۔ٹرائل کورٹ نے پایا کہ اپیل کنندہ سمیت ملزموں کے خلاف الزامات ثابت نہیں ہوئے اور انہیں بری کر دیا۔ریاست کی اپیل پر، عدالت عالیہ نے ایک ملزم (اپیل کنندہ) کو مجرم قرار دیا کیونکہ اس کے خلاف شہادت واضح اور قابل اعتماد تھا اور اس نے دیگر دو ملزموں کے بری ہونے کی تصدیق کی۔اس لیے سزا یافتہ ملزم کی طرف سے یہ اپیل۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے، عدالت۔

فیصلہ 1.1: جب واقعے کا واحد گواہ ہوتا ہے تو اس کے شہادت کو کافی احتیاط کے ساتھ قبول کرنا پڑتا ہے اور دوسرے گواہوں کے ذریعے پیش کردہ شہادت یا ریکارڈ کردہ شہادت کے ٹچ اسٹون پر اس کی جانچ کرنے کے بعد۔

(D-E-446)

1.2۔بھارتیہ قانون شہادت کی دفعہ 134 میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی معاملے میں کسی بھی حقیقت کے شہادت کے لیے گواہوں کی کسی خاص تعداد کی ضرورت نہیں ہوگی اور اس لیے عدالت کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ واحد چشم دید گواہ کے شہادت پر اثباتِ جُرم ریکارڈ کرے اور اسے برقرار رکھے۔لیکن، ایک ہی وقت میں، اس طرح کا راستہ صرف اس صورت میں اپنایا جا سکتا ہے جب اس طرح کے گواہ کی طرف سے پیش کردہ شہادت ٹھوس، قابل اعتماد اور امکانات کے مطابق ہو اور مضمر اعتماد کو متاثر کرے۔اس معیار کے مطابق، جب استغاثہ کا مقدمہ بنیادی طور پر چشم دید گواہ کی واحد گواہی پر مبنی ہو، تو اسے مکمل طور پر قابل اعتماد ہونا چاہیے۔اگرچہ ایسا گواہ ایک زخمی گواہ ہے اور اس کی موجودگی پر سنجیدگی سے شک نہیں کیا جا سکتا ہے، جب اس کا شہادت دوسرے شواہد سے متصادم ہے، تو ٹرائل کورٹ کی طرف سے یہ نظریہ کہ ملزم کو اس کی واحد گواہی پر مجرم قرار دینا غیر محفوظ ہوگا، کو غیر معقول نہیں کہا جا سکتا۔عدالت عالیہ کو صرف اس وجہ سے مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی کہ ایک اور رائے ممکن ہے اور یہ نہیں کہ ٹرائل کورٹ کا نتیجہ ناممکن تھا۔[A-C-447؛H-446-A]

مجرمانہ اپیلیٹ کا دائرہ اختیار فیصلہ : 1995 کی فوجداری اپیل نمبر 620۔

1991 کے فوجداری اپیل نمبر 324 میں کیرالہ عدالت عالیہ کے مورخہ 2.3.1995 کے فیصلے اور حکم سے۔

ای۔ایم۔ایس۔انم، اپیل گزاروں کے لیے۔

جواب دہندہ کی طرف سے رمیش بابو ایم آر، سشیل کے ترکروال اور کے آر ساسپر بھو۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جسٹس راجندر بابو۔اپیل کنندہ اور دو دیگران افراد پر دفعہ 341، 307 اور 302 کے تحت دفعات 34 آئی پی سی کے ساتھ اس الزام پر مقدمہ چلایا گیا کہ کونپاڈو جنکشن پر ایک کولاسری پاپاچن کی بنک شاپ کے قریب، انہوں نے سڑک پر جانے سے روکا، سائمن کا قتل کیا اور بینی [پی ڈبلیو 1] کو چوٹ پہنچائی اور بھاگ گیا۔ٹرائل کورٹ نے پایا کہ اپیل کنندہ اور دیگر ملزموں کے خلاف الزامات ثابت نہیں ہوئے اور انہیں بری کر دیا۔ریاست نے عدالت عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی۔عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے بری ہونے حکم برأت قرار دیا اور اپیل کنندہ کے خلاف اثباتِ جُرم ریکارڈ کی لیکن دیگر دو ملزموں کے حوالے سے ٹرائل کورٹ کے بری ہونے کے حکم میں خلل نہیں ڈالا۔

ٹرائل کورٹ میں پیش کی گئی استغاثہ معاملہ کے مطابق، زخمی گواہ بینی [PW 1] اور مرحوم سائمن کونیپاڈو جنکشن پر ماتھاچن کی دکان سے بیڑی خرید کر اپنے گھروں کی طرف مغرب سے مشرق کی جانب کونیپاڈو-مون نیلاوو روڈ پر جا رہے تھے۔تمام تینوں ملزمان جو کونیپاڈو جنکشن سے آگے بڑھ رہے تھے، نے مرحوم اور بینی [PW 1] کو روڈ پر آگے بڑھنے سے غلط طریقے سے روکا اور ان سے پوچھا کہ" وہ بڑے بننے کا کیوں دکھاوا کر رہے ہیں"۔ظاہر ہوتا ہے کہ مرحوم نے ملزمان سے پوچھا کہ کیا وہ دوسروں کو پرامطورہ روڈ پر چلنے نہیں دیں گے۔اس پر A-2 نے اشتعال انگیز لہجے میں کہا" اسے ختم کر دو"۔یہ سن کر A-1 نے چاقو

نکالا اور مرحوم کے سینے کے دائیں حصے میں وار کر دیا۔ یہ زخم کھانے کے بعد، وہ مغرب کی طرف بھاگا۔ پھر A-3 نے A-1 سے کہا کہ وہ بینی [PW 1] کو بھی ختم کر دے۔ چنانچہ ملزم نے بینی [PW 1] کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر اسی چاقو سے وار کیا اور پھر اس کے گردن کے بائیں جانب دوبارہ وار کیا۔ تاہم، بینی [PW 1] خود کو بچانے میں کامیاب ہوگیا اور مغرب کی طرف بھاگ کر کونیپاڈو جنکشن پہنچ گیا۔ راستے میں اس نے دیکھا کہ مرحوم سائمن گر چکا تھا۔ اس نے پھر واقعہ PWs 2 سے 4 کو سنایا، جو موقع پر پہنچے۔ بینی [PW 1] اور مرحوم سائمن کو PW 5 کی جیپ میں گورنمنٹ ہسپتال، پالائی لے جایا گیا۔ تاہم، سائمن راستے میں شام 7:45 بجے زخموں کی وجہ سے انتقال کر گیا۔

ٹرائل کورٹ نے مشاہدہ کیا کہ نمائش پی- 7 اور پی- 8 کے تعاون یافتہ ڈاکٹروں کے شواہد کے بذریعے ریکارڈ پر موجود مواد کی بنیاد پر کہ متوفی سائمن اور بینی [پی ڈبلیو 1] کو 9.7.1989 پر چوٹیں آئیں اور سائمن کی موت اس واقعے میں اس کے لگنے والی چوٹوں کے نتیجے میں ہوئی۔ کیس کا یہ حصہ سنجیدہ تنازعہ میں نہیں ہے۔

استغاثہ کا مقدمہ صرف زخمی گواہ بینی [پی ڈبلیو 1] کے شہادت پر مبنی تھا۔ اپنے شواہد کے دوران، بینی [پی ڈبلیو 1] نے ان حقائق کا انکشاف کیا جن کی ہم پہلے ہی تصدیق کر چکے ہیں اور اس نے یہ بھی کہا کہ وہ فوری طور پر کونیپاڈو جنکشن پہنچا اور اس واقعے کی اطلاع پی ڈبلیو 2 سے 4 کو دی جو وہاں موجود تھے اور پھر اس جگہ پر واپس چلا گیا جہاں سائمن گر گیا تھا۔ اس کے بعد پی ڈبلیو 2 سے 4 بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر ہسپتال پہنچ گئے اور ڈاکٹر پی ڈبلیو 11 نے متوفی کا معائنہ کیا اور اسے مردہ قرار دے دیا۔ بینی [پی ڈبلیو 1] کو وہاں داخل کیا گیا اور ایک اندرونی مریض کے طور پر علاج کیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ 10.7.1989 پر صبح 5 بجے کے قریب پولیس ہسپتال آئی اور اس کا بیان ریکارڈ کیا۔ نمائش پی ایل اس معاملے میں پولیس کی طرف سے ریکارڈ کیا گیا اس کا پہلا اطلاعاتی بیان ہے اور اس نے یہ بھی دعوی کیا کہ جب پولیس نے اسے دکھایا تو اس نے ایم او- 1 کو جرم کے ہتھیار کے طور پر شناخت کیا۔

ٹرائل کورٹ کے سامنے، دفاع کی جانب سے چار دلائل پیش کیے گئے :

1۔ نمائش P-1 کا پہلا معلوماتی بیان ایک جعلی دستاویز ہے جو استغاثہ کی جانب سے تیار کی گئی ہے۔

2۔ گواہ نمبر 1 کی غیر مصدقہ گواہی جس میں جھوٹ کی آمیزش ہے، قابل اعتبار نہیں ہے۔

3۔ طبی شواہد استغاثہ کے بیان سے متصادم ہیں، اور

4۔ قانون شہادت کی دفعہ 27 کے تحت مقدمے میں استعمال ہونے والے ہتھیار کی کوئی درست بازیابی نہیں ہوئی ہے۔

چونکہ ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ دونوں نے متاثرہ وصولی پر انحصار نہیں کیا ہے، اس لیے ٹرائل کورٹ کے سامنے اٹھائے گئے آخری دلیل کا اشتہار دینا ضروری نہیں ہے۔

عدالت کے سامنے پیش کیے گئے شواہد سے انکشاف ہوا کہ متوفی، سائمن اور بینی [پی ڈبلیو 1] کو رات تقریباً 8 بجے تک سرکاری ہسپتال، پلئی لایا گیا۔ ڈاکٹر پی ڈبلیو 11 متوفی کا معائنہ کرنے کے بعد، سائمن نے اسے مردہ قرار دے دیا۔ اس نے بینی [پی ڈبلیو 1] کو ہسپتال میں داخل کیا اور پولیس کو دو اطلاع بھیجیں۔ پی ڈبلیو 15 پلئی پولیس اسٹیشن سے منسلک ہیڈ کانسٹیبل ہے اور نمائش سی- 1 ہسپتال میں رکھی گئی پولیس اطلاعاتی کتاب ہے۔ پی ڈبلیو 15 نے اعتراف طور پر اپنے ابتدائی حروف نمائش سی-ایل (اے) اور سی-ایل (بی) پر رکھے تھے اور اس نے یہ بھی اعتراف کیا کہ اسے رات تقریباً 10 بجے 9.7.1989 پر اطلاع ملی تھی۔ واقعہ کی جگہ میلوکاوو پولیس اسٹیشن کے دائرہ اختیار میں ہے۔ پی ڈبلیو 15 کا کہنا ہے کہ اس نے کئی بار ٹیلی فون پر میلوکاوو پولیس اسٹیشن سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہیں ہو سکا۔ اس کے مطابق صبح تقریباً 4 بجے اسے رابطہ ملا اور اسے معلوم ہوا کہ پولیس کا اے ایس آئی [پی ڈبلیو ایل 3] پہلے ہی پی ڈبلیو 1 پی ڈبلیو 13 کا پہلا اطلاعاتی بیان ریکارڈ کرنے کے لیے ہسپتال جا چکا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 10.7.1989 پر صبح تقریباً 4 بجے اسے جوجو سے ٹیلی فون پر اطلاع ملی کہ کونیپاڈو میں چھرا گھونپنے کا واقعہ پیش آیا ہے۔ ان کے مطابق اسی اطلاع کی بنیاد پر وہ ہسپتال پہنچے اور ایگزبٹ پی 1 کا بیان ریکارڈ کیا اور

مقدمہ درج کیا۔ پی ڈبلیو 3 اور 5، جن سے عدالت کے سامنے پوچھ گچھ کی گئی تھی، نے معاملے کا ایک اور ورژن تجویز کیا۔ پی ڈبلیو 5، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس جیپ کا مالک اور ڈرائیور ہے جس میں متوفی سائمن اور زخمی بینی کو گورنمنٹ ہسپتال، پلئی لے جایا گیا تھا۔ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ وہ انہیں اپنی جیپ میں ہسپتال لے گئے تھے۔ پی ڈبلیو 3 بھی ان کے ساتھ ہسپتال گیا تھا۔ وہ رات تقریبا 8 بجے 9.7.1989 پر ہسپتال پہنچے۔ پی ڈبلیو 5 نے مزید بتایا کہ انہیں ہسپتال لے جانے کے بعد وہ پی ڈبلیو 2 جوس اور ایک یا دو دیگران کو رات 8 بج کر 10 منٹ کے بعد پلئی پولیس اسٹیشن لے گیا تا کہ واقعے کے بارے میں معلومات دے سکے۔ یہ حقیقت کہ پولیس کچھ دیر بعد ہسپتال آئی، پی ڈبلیو 3 نے اس سے بات کی۔ اس گواہ نے واضح طور پر کہا کہ وہ تقریبا 9:30 بجے ہسپتال پہنچے جب انہوں نے دیکھا کہ پولیس نے زخمی بینی [پی ڈبلیو 1] سے پوچھ گچھ کی اور اس کا بیان ریکارڈ کیا جو زخمیوں کو پڑھ کر سنایا گیا اور اس نے اسی پر اپنے دستخط سبسکرائب کیے۔ استغاثہ نے پی ڈبلیو 3 اور 5 کو معاندانہ قرار نہیں دیا تھا۔ اس شہادت کی بنیاد پر، ٹرائل کورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پلئی پولیس اسٹیشن کے افسران میں سے ایک نے واقعے کے بارے میں معلومات حاصل کیں، گورنمنٹ ہسپتال، پلئی چلا گیا، پی ڈبلیو ایل کا پہلا اطلاعاتی بیان ریکارڈ کیا اور مقدمہ درج کیا اور یہ بیان ممکنہ تھا۔ لہٰذا ٹرائل کورٹ نے مشاہدہ کیا کہ یہ واضح ہے کہ استغاثہ کے پاس دو فرسٹ انفارمیشن بیانات تھے، ایک 9.7.1989 پر رات 9:30 بجے ریکارڈ کیا گیا اور دوسرا 10.7.1989 پر صبح 5 بجے ریکارڈ کیا گیا۔ پہلا دبایا جاتا ہے اور دوسرا تیار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ٹرائل کورٹ نے بعد کے بیان پر بھروسہ کرنا محفوظ نہیں پایا۔ ٹرائل کورٹ کو پی ڈبلیو 15 کی طرف سے پیش کردہ شواہد کے بارے میں بھی تحفظات تھے کیونکہ وہ نمائش سی 1 (اے) اور سی 1 (بی) کے مطابق معلومات موصول ہونے کے بعد ہسپتال نہیں گیا اور پی ڈبلیو ایل کا پہلا اطلاعاتی بیان ریکارڈ نہیں کیا اور اس وجہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ خاص طور پر اس نوعیت کے معاملے میں اس کے شواہد پر کوئی انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ ٹرائل کورٹ نے میلوکاوو پولیس اسٹیشن کے ذریعے صبح 5 بجے ریکارڈ کیے گئے ابتدائی معلومات کے بیان پر بھروسہ کرنا مشکل پایا۔ لہٰذا، عدالت کے سامنے پیش کیے گئے دو بیانات کے پیش نظر سنگین شک پیدا ہوگا کہ اس معاملے میں کیا ہوا تھا۔ مزید ٹرائل کورٹ نے محسوس کیا کہ ایکسبٹ پی ایل پی ایل 1 پر پی ڈبلیو 1 کے دستخط میں تضاد ہے جس میں اعتراف کیا گیا ہے کہ اس نے ایکسبٹ پی ایل پر دستخط کیے ہیں لیکن ٹرائل کورٹ نے مشاہدہ کیا کہ مذکورہ دستاویز میں دستخطوں کا محض جائزہ واضح طور پر ظاہر کرے گا کہ اس دستاویز پر دستخط اور پی ڈبلیو ایل کے دستخط کے درمیان کوئی مماثلت نہیں ہے۔ اسے موصول ہونے کے اعتراف میں سمن پر پی ڈبلیو 1 نے یہ بھی اعتراف کیا تھا کہ نمائش پی ایل اور

نمائش ڈی ایل پر ان کے دستخط کے درمیان نمایاں تضادات ہیں۔ وضاحت پیش کی گئی کہ دستخط کرتے وقت اس کے پورے جسم میں درد تھا اور اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ اس نے صحیح طریقے سے دستخط نہ کیے ہوں۔ لہذا ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ اس پس منظر میں ایگزبٹ پی 1 قابل اعتماد دستاویز نہیں ہے۔

سرکل انسپکٹر آف پولیس پی ڈبلیو 14 کے شواہد، جنہیں نمائش پی 4 سین مزار کی مدد حاصل تھی، سے پتہ چلتا ہے کہ جائے وقوعہ پر خون کا تالاب تھا۔ پی ڈبلیو 1 نے بتایا کہ متوفی، سائمن زخموں کا شکار ہونے کے بعد جائے وقوع سے مغرب کی طرف بھاگا جس میں اس نے زخموں کو ہاتھ سے ڈھانپ لیا اور جانچ میں اپنے واضح بیان میں کہا کہ متوفی، سائمن زخموں کو برقرار رکھتے ہوئے موقع پر نہیں گرا تھا۔ پی ڈبلیو 1، جس کی بائیں ہتھیلی اور گردن کے بائیں حصے پر بھی چوٹیں آئیں، جائے وقوعہ سے کونیپاڈو جنکشن کی طرف بھاگا۔ حالات میں خون کے ذخیرے کی موجودگی اس بات کی نشاندہی کرے گی کہ یہ واقعہ استغاثہ کے مبینہ انداز میں نہیں ہوا ہوگا۔ اس بنیاد پر ٹرائل کورٹ نے پایا کہ پی ڈبلیو 1 کا شہادت انتہائی مشکوک ہے۔ مزید ٹرائل کورٹ نے اس کے شواہد کا تجزیہ اس حقیقت کے حوالے سے کیا کہ یہ واقعہ تقریبا 7 بجے ایک ابر آلود دن پر پیش آیا تھا اور جب شام 6 بج کر 45 منٹ سے 6 بج کر 47 منٹ کے درمیان غروب آفتاب ہوگا اور اس نے ایک بار پھر اس کی طرف سے پیش کردہ شواہد پر کافی شکوک وشبہات کو جنم دیا۔

ٹرائل کورٹ نے اس بات کو بھی مدنظر رکھا کہ آیا اپیل کنندہ کو لگنے والی چوٹیں پی ڈبلیو 1 کے بیان کردہ انداز میں ہوسکتی ہیں۔ اس نے بتایا کہ پہلے ملزم نے اسے ایم او ایل چاقو سے وار کیا اور نمائش 7 میں نمبر 1 کو چوٹ ماری، جو کہ زخم کا سرٹیفکیٹ ہے، بائیں ہتھیلی پر کٹی ہوئی چوٹ ہے۔ ڈاکٹر کے شہادت نے اشارہ کیا کہ اگر مذکورہ چوٹ چھرا گھونپنے کی وجہ سے ہوئی تھی، تو چوٹ کے ایک سرے پر دم ضرور لگی ہوگی؛ کہ، موجودہ معاملے میں، اس چوٹ کے لیے کوئی دم نہیں تھی؛ یہ واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرے گا کہ اسے چھرا گھونپنے کی چوٹ نہیں لگی تھی۔ اس کی گردن پر 4 سینٹی میٹر x 2 ملی میٹر حجم کا لکیری افقی رگڑ ہے۔ گواہ کے مطابق، مذکورہ چوٹ سے اس کا بہت زیادہ خون بہہ رہا تھا۔ تاہم طبی ماہر نے کہا کہ یہ چوٹ خون بہنے کی چوٹ نہیں تھی اور یہ چوٹ ہاتھا پائی کے دوران انسانی کیل سے رابطے کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔ پی ڈبلیو 1 نے مزید کہا کہ چھرا گھونپنے کے وقت، پہلا ملزم اور متوفی آمنے سامنے کھڑے تھے، جبکہ پوسٹ مارٹم کرنے والے پی ڈبلیو 12 نے سینے کے اگلے حصے میں ایک چھیدنے والا زخم دیکھا تھا اور کراس ایگزامینیشن کے دوران کہا

تھا کہ اگر حملہ آور اور متاثرہ آمنے سامنے کھڑے ہیں تو اس سے مذکورہ چوٹ لگنے کا امکان نہیں ہے۔ٹرائل کورٹ کا خیال تھا کہ طبی شواہد استغاثہ کے مقدمے کی حمایت نہیں کرتے اور ایم او ایل چاقو کی بازیابی پر یقین نہیں رکھتے اور مزید کہا کہ کوئی مقصد قائم نہیں ہوا۔ان حالات میں ٹرائل کورٹ نے ملزم کو بری کر دیا کیونکہ استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ شواہد سے سچائی سامنے نہیں آئی اور معاملہ معمہ میں ڈوبا ہوا تھا۔

ریاست کی اپیل پر، عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے معاملے کی دوبارہ جانچ کی اور مختلف زاویوں سے شواہد کا تجزیہ کیا۔سب سے پہلے، اس نے محسوس کیا کہ پی ڈبلیو 3 1 نے صبح 5 بجے 10.9.1989 پر ہسپتال سے ٹیلی فون پر موصول ہونے والی اطلاع پر پی ڈبلیو 1 کا بیان ریکارڈ کیا تھا کہ مونلپد بھگوم میں چھرا گھونپنے کا واقعہ پیش آیا جس میں دو افراد زخمی ہوئے اور جنہیں پلئی کے سرکاری ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا تھا؛ کہ مخبر کے پاس معلومات کی کوئی تفصیلات نہیں تھیں اور اس طرح وہ ہسپتال پہنچنے میں کوئی وقت ضائع کیے بغیر ؛کہ اس نے پی ڈبلیو 1 کا پتہ لگایا جس کا علاج چل رہا تھا اور اس کا بیان ریکارڈ کیا گیا تھا اور اسی پر اس کے دستخط حاصل کیے گئے تھے ؛کہ جیسے ہی سائمن دم توڑ گیا تھا انہیں لگنے والی چوٹوں کی وجہ سے ان کے دستخط ریکارڈ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکا۔اسی دن صبح 10.30 پر ایف آئی آر درج کی گئی۔نمائش پی 1 میں واقعے کی ضروری تفصیلات اور ملزم کے نام دیے گئے تھے۔پی ڈبلیو 1 کے ذریعے عدالت کے سامنے پیش کیے گئے شہادت میں، انہوں نے تمام مادی پہلوؤں میں نمائش پی 1 میں اپنے بیان کی تصدیق کی۔انہوں نے کہا کہ ملزم کی شناخت کے لیے شاید گودھولی کی کافی روشنی تھی۔اگرچہ اس نے نمائش پی 1 میں خاص طور پر یہ نہیں کہا ہے کہ واقعے کے بعد اس کی پی ڈبلیو 2 سے 4 سے کونی پیڈ جنکشن پر ملاقات ہوئی، انہیں بتایا کہ کیا ہوا تھا اور وہ جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔پی ڈبلیو 2 سے 4 واقعے کے تھوڑی دیر بعد جائے وقوع پر پہنچ گئے۔پی ڈبلیو 5 کے بیان میں یہ تفصیلات نہیں تھیں کہ متوفی اور پی ڈبلیو 1 کو کس نے چوٹیں پہنچائیں۔عدالت عالیہ نے دو ایف آئی آر کے وجود میں آنے کے نظریے کو بھی مسترد کر دیا اور محسوس کیا کہ پی ڈبلیو 1 نے نمائش پی ایل اور نمائش ڈی 2 میں اپنے دستخط میں فرق کو تسلیم کیا، جو اس نے اپنے موصولہ سمن کے اعتراف پر کیا تھا؛ کہ جب پی ڈبلیو 1 کے پاس خود جعل سازی کا کوئی معاملہ نہیں تھا اور نہ صرف شکایت کی تصنیف بلکہ اس کے دستخط بھی تھے، تو ٹرائل کورٹ کو نمائش پی 1 اور نمائش ڈی 2 میں دستخط کا موازنہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اگرچہ اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہ پی ڈبلیو 15 نے سرکاری ہسپتال، پلئی سے نمائش سی 1 (اے) اور (بی) کے مطابق اطلاع موصول ہونے کے بعد پولیس اسٹیشن کے جی ڈی چارج کے طور پر اپنے

فرائض کو صحیح طریقے سے انجام نہیں دیا، عدالت عالیہ نے اسے بدقسمتی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ عدالت عالیہ نے اس نظریے کو مسترد کر دیا کہ کچھ پولیس افسران نے واقعے کی رات پی ڈبلیو 1 کا بیان ریکارڈ کیا تھا اور اس بنیاد پر فیصلہ دیا کہ اس سلسلے میں کوئی مقدمہ نہیں بنایا گیا تھا اور پی ڈبلیو 3 اور 5 نے نمائش پی 1 سے پہلے کوئی شکایت دینے سے انکار کیا۔ عدالت عالیہ نے بھی متاثرہ وصولی پر کوئی انحصار نہیں کیا۔ عدالت کے سامنے پیش کیے گئے طبی شواہد اور زبانی شواہد کے درمیان تضادات پر، عدالت عالیہ نے کہا کہ فاضل سیشن جج نے معمولی تضادات پر زور دیا تھا اور طبی رائے اور زبانی گواہی کے درمیان تضاد کے اثر کے حوالے سے ایک واضح بیان دیا تھا۔ عدالت عالیہ نے اس جگہ کو بھی اہمیت نہیں دی، مزار، نمائش پی 3 جس نے محسوس کیا تھا کہ جائے وقوعہ پر خون تھا۔ لہذا، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ شہادت واضح اور قائل کرنے والے ہیں کہ اپیل کنندہ نے متوفی کو چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا اور ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو الٹ دیا اور اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا۔

یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس میں ایک واحد چشم دید گواہ ہوتا ہے جس نے عدالت کے سامنے شہادت دیا ہوتا ہے۔ اس کے شہادت پر مختلف بنیادوں پر حملہ کیا جاتا ہے: یہ کہ نمائش پی 1 (ایف آئی آر) درست نہیں ہے؛ کہ نمائش پی 5 ایک اطلاع ہے جو پولیس اسٹیشن کی طرف سے بھیجی گئی تھی؛ کہ اس کا بیان پولیس کی طرف سے رات 9:30 بجے ریکارڈ کیا گیا تھا؛ کہ عدالت کے سامنے پیش کیے گئے شواہد میں کوئی مقصد نہیں بتایا گیا تھا حالانکہ نمائش پی 1 میں ایسا کرنے کی کوشش کی گئی تھی؛ کہ پی ڈبلیو 2 سے 4 کے شواہد میں جنکشن پر جانے کا کوئی بیان سامنے نہیں آرہا ہے جو پی ڈبلیو 1 اور ڈاکٹر (پی ڈبلیو 11) کے شواہد کے بیان سے متصادم ہے جو واضح طور پر عدالت کے سامنے ہے۔ اس بات کا اثر کہ پی ڈبلیو 1 کی گردن پر چوٹ کسی ہتھیار سے نہیں لگ سکتی تھی اور نہ ہی خون بہنے والی چوٹ تھی؛ کہ اپیل کنندہ کے کپڑے خون سے رنگے ہوئے تھے لیکن انہیں ضبط نہیں کیا گیا تھا؛ کہ نہ تو زخم کے سرٹیفکیٹ میں اور نہ ہی کسی دوسری جگہ ملزم کے ناموں کا ذکر کیا گیا تھا؛ کہ جب ٹرائل کورٹ نے پی ڈبلیو 1 کے ذریعے پیش کردہ شواہد پر یقین نہیں کیا تھا، تو عدالت عالیہ اس کے برعکس نتیجہ نہیں دے سکتی تھی، جب کہ سابقہ نظریہ ممکن ہے۔

دوسری طرف مدعاعلیہ کے فاضل وکیل نے زور دے کر کہا کہ عدالت عالیہ نے ریکارڈ پر موجود شواہد کا مناسب تجزیہ کیا ہے اور صحیح طریقے سے اس نتیجے پر پہنچی ہے اور اس طرح کسی مداخلت کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے۔

اس نوعیت کے معاملے میں جب واقعے کا واحد گواہ ہوتا ہے تو اس کے شہادت کو کافی احتیاط کے ساتھ قبول کرنا پڑتا ہے اور دوسرے گواہوں کے ذریعے پیش کردہ شہادت یا ریکارڈ کیے گئے شہادت کے ٹچ اسٹون پر اس کی جانچ کرنے کے بعد۔ عدالت کے سامنے جو درخواست کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایف آئی آر-نمائش پی 1 میں ایک مشکوک کردار کے دستخط تھے جو خود پی ڈبلیو 1 نے تسلیم کیا کہ سمن موصول ہونے کے اعتراف پر اس نے جو دستخط کیے تھے اس سے مختلف تھے۔ اس کے شواہد پر کتنا انحصار کیا جا سکتا ہے جب پی ڈبلیو 1 نے کہا کہ وہ پی ڈبلیو 2 سے 4 کو اطلاع دینے کے لیے جنکشن پر پہنچا تھا اور اس کے بعد واپس جائے وقوعہ پر پہنچا، جبکہ متوفی بھی جائے وقوع کے مغربی جانب بھاگتا ہے حالانکہ اس کا بہت زیادہ خون بہہ رہا تھا اور اس نے اپنے زخم کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور بھاگ گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک خاص مقام پر نہیں بلکہ ہر جگہ خون ہوتا۔ پی ڈبلیو 1 کی گردن پر رگڑ کیل کے کھرچنے کی وجہ سے ہو سکتی تھی نہ کہ کسی ہتھیار کی وجہ سے اور خون بہنے کی چوٹ نہیں تھی اس سے اس کے اس بیان کو واضح طور پر یقین ہو جائے گا کہ اس کا بہت زیادہ خون بہہ رہا تھا۔ اگر واقعی گواہ (پی ڈبلیو 1) نے خون کے داغ والے کپڑے پہنے ہوتے تو اسے پولیس نے اس کی مناسب تحقیقات کے لیے یقیناً پر ضبط کر لیا ہوتا۔ خاص طور پر، جب ٹرائل کورٹ نے ملزم بری کرنا کی ٹھوس وجوہات بتائی تھیں، تو عدالت عالیہ کو صرف اس وجہ سے مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی کہ دوسری رائے ممکن ہے اور یہ نہیں کہ ٹرائل کورٹ کا نتیجہ ناممکن تھا۔

ہمارے ذہن میں ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ نے مذکورہ بالا معیار پر عمل نہیں کیا بلکہ شواہد کا تجزیہ اس طرح کیا جیسے ان کے سامنے موجود مواد پہلی بار دیا گیا ہو نہ کہ اپیل میں۔ بھارتیہ قانون شہادت کی دفعہ 134 میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی معاملے میں کسی بھی حقیقت کے شہادت کے لیے گواہوں کی کسی خاص تعداد کی ضرورت نہیں ہوگی اور اس لیے عدالت کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ واحد چشم دید گواہ کے شہادت پر اثباتِ جُرم ریکارڈ کرے اور اسے برقرار رکھے۔ لیکن، ایک ہی وقت میں، اس طرح کا راستہ صرف اس صورت میں اپنایا جا سکتا ہے جب اس طرح کے گواہ کی طرف سے پیش کردہ شہادت ٹھوس، قابل اعتماد اور امکانات کے مطابق ہو اور مضمر اعتماد کو متاثر کرے۔ اس معیار کے مطابق، جب استغاثہ کا مقدمہ بنیادی طور پر چشم دید گواہ کی واحد گواہی پر مبنی ہو، تو اسے مکمل طور پر قابل اعتماد ہونا چاہیے۔ اگرچہ ایسا گواہ ایک زخمی گواہ ہے اور اس کی موجودگی پر سنجیدگی سے شک نہیں کیا جا سکتا ہے، جب اس کا شہادت دوسرے شواہد سے متصادم ہے، تو ٹرائل کورٹ کی طرف سے یہ نظریہ کہ ملزم کو اس کی واحد گواہی پر مجرم قرار دینا غیر محفوظ ہوگا، کو غیر معقول نہیں کہا جا سکتا۔

معاملے کے اس تناظر میں، ہم اس اپیل کی منظوری دیتے ہیں، عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کیے گئے اثباتِ جُرم حکم برأت قرار دیتے ہیں اور فاضل سیشن جج کے ذریعے منظور کیے گئے بری کیے جانے کے حکم کو بحال کرتے ہیں۔ اسی کے مطابق اپیل کی منظوری ہے۔

ایس۔ کے۔ ایس۔

اپیل کی منظوری دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2025.06.04 15:45
I am the author of this
document